احرار کو مباہلہ کا چیلنج اور اس کی اہم شرائط

(فرمودہ ۲۷ ؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میرا ارادہ تو کسی قدر طویل خطبہ پڑھنے کا تھا لیکن سفر سے آتے ہوئے راستہ میں اتنی دیر ہو گئی کہ جمعہ کی تیاری کرتے ہوئے ہی دو بج گئے ہیں اس لئے میں صرف دو باتیں اختصار کے ساتھ بیان کر کے اپنا خطبہ ختم کر دوں گا۔ پہلی بات تو ایسی ہے کہ جو جماعت قادیان سے تعلق رکھتی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے جو یہاں آتے رہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ مدت سے قرآن مجید کا درس بند تھا لیکن اس سال کے شروع میں مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ چونکہ ابھی اس کام کی وجہ سے جو احرار کے مقابلہ میں کرنا پڑتا ہے طبیعت پر ایک بوجھ ہے اس لئے اکتوبر سے میں پھر درس دینا شروع کر دوں گا۔ سو اول تو آج مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ پہلی اکتوبر سے عصر کے بعد قرآن مجید کا درس جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا میں اِنْشَاءَ اللّٰہُ پھر شروع کر دوں گا۔

چونکہ ایک لمبے عرصہ تک یہ درس بند رہا ہے اور عادتیں انسان کی طبیعت پر بہت کچھ اثر انداز ہو جاتی ہیں اس لئے محلّہ کے عہدیداروں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے محلوں میں دوستوں کو اس سے واقف و آگاہ کر دیں باقی یہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے سننے کی توفیق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ درس میں شامل ہونے کے باوجود اس سے غافل رہتے یا اسے سمجھ نہیں سکتے۔ چاہے ایسا غفلت کی وجہ سے ہو یا شامتِ اعمال سے

یا صحت کی کمزوری کی وجہ سے۔ بہرحال اس قسم کے لوگ اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ انہیں درس کی اہمیت بتائی جائے اور بار بار بتائی جائے تا کہ وہ شامل ہو کر فائدہ حاصل کریں۔

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے سفر سے پہلے خطبوں میں بعض امور کے متعلق احرار کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ مجھے اپنی لڑکی کی بیماری کی وجہ سے جس پر دو دفعہ ٹائیفائڈ کا حملہ ہؤا اور پچاس سے زائد دن وہ شدید بیمار رہی، ضرورت تھی کہ میں اسے کسی ٹھنڈے مقام پر لے جاتا۔ میں اُسی وقت سمجھتا تھا کہ میرے باہر جانے سے احرار ناجائز فائدہ اُٹھا کر یہ کہنا شروع کر دیں گے کہ ہمیں مباہلہ کا چیلنج دے کر آپ بھاگ گئے اور انہوں نے یہ خیال نہیں کرنا کہ آخر مباہلہ کے لئے جو باتیں میں نے بیان کی ہیں ان کے متعلق جب تک کوئی فیصلہ کُن بات طے نہیں ہو جاتی اُس وقت تک کہیں باہر جانے میں کیا حرج ہے۔ میری پیش کردہ باتوں کے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں یا تو وہ انہیں قبول کرتے یا ردّ کرتے۔ اگر دعوتِ مباہلہ کو ردّ کر دیتے تو بھی باہر جانے میں کوئی حرج نہ تھا اور اگر قبول کر لیتے تب بھی بعض امور کے سرانجام دینے میں کچھ دیر لگتی۔ مثلاً میں نے پانچ سَو یا ہزار آدمیوں کی مباہلہ میں شمولیت ضروری رکھی ہے ان پانچ سَو یا ہزار آدمیوں کے انتخاب میں ہی کافی وقت لگتا لیکن میں جانتا تھا انہوں نے ان باتوں کو نظر انداز کر دینا ہے اور صرف یہی کہنا شروع کر دیں گے کہ لو ہم تو قادیان آ گئے اور وہ مباہلہ سے گھبرا کر باہر چلے گئے۔ حالانکہ مباہلہ کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوتی جیسے پھلوں کے پکنے کا ایک موسم ہوتا ہے کہ مباہلہ ان دنوں سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ پس اگر میں دو یا تین ہفتہ کے لئے باہر گیا تھا اور پھر ایسی ضرورت کے لئے باہر گیا تھا جس کا انہیں بھی علم ہونا چاہئے تھا کیونکہ میری لڑکی کی بیماری کی خبر اخبار میں بھی چھپتی رہی ہے تو یہ ایسی بات نہ تھی جس سے وہ ناجائز فائدہ اُٹھا کر شور مچانا شروع کر دیتے۔ لیکن بہرحال میرا چیلنج اب تک موجود ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے ان کی طرف سے ابھی تک کوئی فیصلہ کُن بات نہیں کی گئی۔ میں نے احرار کی سہولت کے لئے ان سے گفتگو کرنے اور ضروری امور کا تصفیہ کرنے کے لئے تین آدمی بھی مقرر کر دیئے تھے یعنی چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر، شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور مولوی غلام احمد صاحب جو ہمارے لاہور میں مبلّغ ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ میں ان تینوں کو اپنی طرف سے نمائندہ مقرر کرتا ہوں۔ احرار خط و کتابت کر کے ان سے مباہلہ کے متعلق فیصلہ کر سکتے ہیں ممکن ہے ان سے کوئی ایسی گفتگو ہوئی

ہو مگر چونکہ میں ابھی سفر سے آ رہا ہوں اس لئے مجھے ابھی تک رپورٹ نہیں ملی کہ احرار کی طرف سے مباہلہ پر آمادگی کی کوئی تحریک ہوئی ہے یا نہیں۔ بہرحال جب کوئی کسی دوسرے کو چیلنج دے گا تو وہ اپنی طرف سے بعض شرائط بھی مقرر کرے گا لیکن میں وضاحتاً بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہرگز اِس یکطرفہ فیصلہ کا قائل نہیں جس قسم کا فیصلہ کہ بعض غیر احمدی کیا کرتے ہیں یعنی وہ بعض شرائط جو خلافِ عقل ہوتی ہیں اپنی طرف سے مقرر کر دیتے ہیں اور پھر اصرار کرتے ہیں کہ انہیں قبول کیا جائے اور اگر قبول نہ کیا جائے تو وہ اسے فرار پر محمول کرتے ہیں یہ لغو طریق ہے اور میں نے ہمیشہ اس طریق کی لغویت کا اظہار کیا ہے۔ پس میں ہرگز اس بات کا مدعی نہیں کہ جو شرطیں مباہلہ کے متعلق میری طرف سے پیش کی گئی ہیں ان میں ردّ و بدل نہیں ہوسکتا۔ میرے نزدیک دوسرے فریق کو کامل حق ہے کہ وہ اعتراض کر کے مثلاً ثابت کر دے کہ فلاں شرط شریعت کے خلاف ہے یا فلاں شرط ناممکنُ العمل ہے یا فلاں شرط جو پیش کی گئی ہے اس سے بہتر فلاں شرط ہوسکتی ہے۔ یہ تینوں حق احرار کو حاصل ہیں اور اگر وہ کسی وقت بھی ثابت کر دیں کہ میری پیش کردہ شرائط شریعت کے خلاف ہیں یا عملی لحاظ سے ناممکن ہیں یا ان سے بہتر شرائط فلاں فلاں ہیں تو میں ہر وقت ان شرائط میں تغیّر و تبدّل کرنے کے لئے تیار ہوں۔

باقی انہوں نے اپنے اخبار میں بھی شائع کیا ہے اور یہاں بھی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں اس مباہلہ میں اپنی جماعت کے صرف دوسرے افراد کو پیش کرتا ہوں خود مباہلہ کرنے پر آمادہ نہیں۔ یہ ایسی غلط بات ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا اس سے بڑھ کر غلط بات اور بھی کوئی ہوسکتی ہے۔ میرے خطبات کو پڑھ لیا جائے میں نے متواتر وضاحت کے ساتھ مباہلہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور نہ صرف اپنے آپ کو پیش کیا ہے بلکہ کہا ہے کہ میرے بھائی بھی اس مباہلہ میں شامل ہونگے۔ پھر نہ صرف اپنے متعلق اور اپنے بھائیوں کے متعلق میں نے کہا ہے کہ وہ اس مباہلہ میں شریک ہوں گے بلکہ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ میری بیویاں اور میرے بچے بھی اس مباہلہ میں شمولیت اختیار کریں گے۔ خواہ مجلس مباہلہ کے اندر وہ نہ لائے جائیں۔ اسی طرح میں نے ان کے بیوی بچوں کی شمولیت بھی مباہلہ میں ضروری قرار دی ہے چنانچہ مباہلہ کی دعا جو میں نے تجویز کی تھی وہ یہی تھی کہ ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔ اگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں، آپ کو خاتم النبیّین نہ سمجھتے ہوں، آپ کو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں اور قرآن کریم کو تمام دنیا کی

ہدایت وراہنمائی کے لئے آخری شریعت نہ سمجھتے ہوں اوران کے لئے یہ دعا رکھی گئی تھی کہ وہ کہیں اے خدا! ہم یقین اور وثوق سے کہتے ہیں کہ احمدی رسول کریم ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے نہ آپ کو دل سے خاتم النّبیّن سمجھتے ہیں اور آپ کی فضیلت اور بزرگی کے قائل نہیں بلکہ آپ کی توہین کرنے والے ہیں ۔اے خدا! اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے تو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔اس کے بعد احرار کا یہ کہنا کہ شرائطِ مباہلہ میں عورتوں اور بچوں کا شامل ہونا بھی ضروری ہے یا خود شامل ہونے سے احتراز کیا گیا ہے، میں نہیں سمجھ سکتا اپنے اندر کیا مفہوم رکھتا ہے۔مباہلہ میں شامل ہونے والا اول وجود میرا ہوگا اور سب سے پہلا مخاطب مَیں اِس دعوتِ مباہلہ کا اپنے آپ کو ہی سمجھتا ہوں اور نہ صرف مَیں خود مباہلہ میں شامل ہوں گا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام بالغ اولاد جو آسانی سے جمع ہوسکتی ہو اِس مباہلہ میں شامل ہوگی۔اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے گا کہ اے خدا! ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہرگز ہرگز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں کی بلکہ آپ کی عزت کو دنیا میں قائم کیا۔اے خدا! اگر ہم اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں تو تُو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر اپنا عذاب نازل کر۔دوسرے لوگوں کو صرف زائد طور پر شامل کیا گیا ہے اور ان کے شامل کرنے کی کئی وجوہ ہیں جن میں سے ایک میں اِس وقت بیان کرتا ہوں۔

اول یہ کہ ہر مباہلہ کا نتیجہ ایسا کُھلا اور روشن ہونا چاہئے اور اس کا اثر اتنا وسیع ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اندر خاص اہمیت رکھے۔رسول کریم ﷺ نے بھی مباہلہ کا ارادہ کیا تو ایک قوم کے نمائندوں کے ساتھ۔لیکن احرار کو تو کسی نے اپنا نمائندہ قرار نہیں دیا۔یہ تو آپ ہی آپ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ بن گئے ہیں جیسے پنجابی میں ضرب المثل ہے ''آپے میں رجی پجی آپے میرے بچے جیون'' یہ بھی خود بخود اپنے آپ کو مسلمانوں کے نمائندے قرار دینے لگ گئے ورنہ کب یہ مسلمانوں سے ووٹ لینے گئے اور کب مسلمانوں نے ان کو اپنا نمائندہ سمجھا۔زیادہ سے زیادہ ان کی طرف سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ لوگ ہماری بیعت میں شامل ہوئے مگر ان کی بیعت کی حقیقت جو ہے وہ آجکل سب پر ظاہر ہوگئی ہے۔ہماری جماعت کو دیکھ لو، کتنی شدید مخالفت ہوئی مگر اتنی مخالفت کے باوجود کتنے ہیں جو بیعت سے پھرے۔اس کے مقابلہ میں ان کی بیعت کرنے والوں کا یہ حال ہے کہ یا تو مولوی عطا اللہ صاحب جلسہ میں کھڑے ہوکر جب اعلان کرتے کہ بیعت کے لئے ہاتھ کھڑے کردو تو اکثر سامعین اپنے ہاتھ

کھڑے کر دیتے یا آج انہی لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں جُوتیاں پکڑی ہوئی ہیں اور احرار کو مارنے کیلئے بے تاب پھرتے ہیں۔ بھلا یہ بھی کوئی بیعت ہے اور کیا اس قسم کی بیعت کی کسی عقلمند کے نزدیک ذرّہ بھر بھی وقعت ہوسکتی ہے۔ (اس موقع پر ایک رُقعہ پیش کیا گیا جسے پڑھ کر فرمایا کہ شیخ بشیر احمد صاحب یہاں موجود ہیں وہ لکھتے ہیں کہ ہماری طرف سے بڑے بڑے پوسٹروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ مباہلہ کا چیلنج دُہرایا گیا لیکن احرار کی طرف سے اب تک کوئی جواب نہیں آیا) پس ان کی بیعت اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ بیعت کرنے والے یہ بھی نہیں جانتے کہ بیعت کا مفہوم کیا ہے اور اگر وہ بیعت کا مفہوم سمجھتے ہیں تو بتائیں بیعت کے بعد انہوں نے کیا قربانی کی۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں تو ہم دیکھتے ہیں اِدھر ایک شخص نے بیعت کی اُدھر اُسے اپنا وطن چھوڑنا پڑا، عزیز و اقارب سے علیحدہ ہونا پڑا، گالیاں سُننی پڑیں، پھر نئی قسم کی عبادتیں کرنی پڑیں۔ دن رات میں پانچ وقت بلکہ آٹھ وقت شراب پینے والے کو پانچ وقت بلکہ نوافل ملا کر آٹھ وقت نمازیں پڑھنی پڑتیں۔ لُوٹ مار سے اپنا پیٹ پالنے والوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے مالوں سے زکوٰۃ نکالو۔ حرام خوری کرنے والوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اپنے حلال رزقوں کو بھی بعض اوقات اپنی ذات پر خرچ نہ کرو۔ آزادی کا دم بھرنے والے جو اتنا بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کی ماں سے کوئی شخص کوئی چیز اُٹھوا بھی لے۔ ان سے یہ اقرار لیا گیا کہ وہ پورے طور پر بنی نوع انسان کے ہمدرد اور خیر خواہ رہیں گے اور خدا کی غلامی میں ہمیشہ اپنی عمر بسر کریں گے۔ غرض بیعت کرنے کے بعد ہر شخص کو قربانی کرنی پڑتی تھی اور سب کو وہ قربانی نظر آتی تھی۔ اب بھی ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کو اہم قربانیاں کرنی پڑتی ہیں اور ہر ایک شخص ان قربانیوں کو جانتے ہوئے بیعت کرتا ہے اور عملاً قربانی کر کے بیعت کی سچائی کا ثبوت دیتا ہے۔ مثلاً ان لوگوں کو رشتہ دار چھوڑنے پڑتے ہیں کُفر کے فتوے سننے پڑتے ہیں، مالی ایثار سے کام لینا پڑتا ہے، ملازمتوں، جائدادوں، عزتوں کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن وہاں ہاتھ کھڑے کر کے کونسی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اسی لغو بیعت کا نتیجہ یہ ہے کہ یا تو وہ بیعت میں اپنے ہاتھ کھڑے کیا کرتے تھے یا اب انہی کو بُرا بھلا کہتے ہیں پس اس قسم کی بیعت کو پیش کر کے کہنا کہ ہم آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندے ہیں بالکل غلط بات ہے۔ وہ جن کی نمائندگی کا انہیں اِدّعا ہے، وہ تو بیچارے یہ بھی نہیں جانتے کہ بیعت کیا چیز ہوتی ہے اور بیعت کے بعد انسان پر کیا ذمہ داریاں عائد

ہو جاتی ہیں۔ دیکھ لو میں نے تبلیغ کو وسیع کرنے کے لئے نوجوانوں سے مطالبہ کیا کہ آؤ اور اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کرو۔ اِس پر بیسیوں نہیں، سینکڑوں نوجوانوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ گریجوایٹوں کو پندرہ پندرہ روپیہ ماہانہ ملتا ہے اسی میں انہیں کھانا پینا اور دیگر ضروریات کو پورا کرنا پڑتا ہے مگر اس قلیل سی رقم پر وہ ہندوستان سے باہر جاتے اور تبلیغِ اسلام کرتے ہیں۔ جہاں غریب سے غریب آدمی کا بھی تیس چالیس روپیہ سے کم میں گزارہ نہیں ہوسکتا۔ ذرا آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کو اپنی بیعت میں شامل رکھنے کا اِدّعا کرنے والے بھی تو اس قسم کا اعلان کر دیکھیں پھر انہیں خود بخود نظر آ جائیگا کہ کتنے آدمی ان کی آواز پر لَبَّیْکَ کہتے ہیں۔ یا مثلاً میں نے اعلان کیا کہ آؤ اور چندہ دو اور میں نے ساتھ ہی کہا کہ ابھی وہ اہم زمانہ نہیں آیا جس میں اِس سے بہت زیادہ مالی قربانیوں کا مطالبہ کیا جائیگا۔ لیکن میں نے ساڑھے ستائیس ہزار روپیہ کی اپیل کی اور جماعت نے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ کے وعدے کئے۔ جن میں سے ۸۲ ہزار سے کچھ زیادہ روپیہ وصول ہو چکا ہے اور ابھی میعاد ختم نہیں ہوئی۔ ۲۲ رنومبر کو مَیں نے یہ اعلان کیا تھا جس کے ماتحت ابھی ایک مہینہ سے زیادہ کا عرصہ رہتا ہے بلکہ قریباً دو مہینے ابھی باقی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت حد تک وعدے پورے ہو جائیں گے۔ غرض یہ وہ قربانی ہے جو ہر ایک کو نظر آ سکتی ہے ایک چھوٹی سی جماعت جسے چھپن ہزار کہا جاتا ہے اگر وہ ایک لاکھ آٹھ ہزار کا وعدہ کرسکتی ہے حالانکہ وہ غرباء کی جماعت ہے اُمراء کی نہیں تو وہ آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ ہیں اور اگر یہ صحیح ہے کہ آٹھ کروڑ مسلمان ان کی بیعت میں شامل ہیں تو چاہیئے تھا وہ اِس رقم سے سولہ سَو گُنے زیادہ رقم یعنی سولہ کروڑ روپیہ جمع کرنے کا وعدہ کرتے جیسا کہ ہماری جماعت نے صرف تین مہینوں میں کیا۔ اور پھر اب تک ۱۳ کروڑ روپیہ ان کے خزانہ میں جمع ہو جاتا۔ مگر کیا ان کی بیعت کرنے والوں نے اس قسم کی کوئی قربانی کی۔ وہ خود مانتے ہیں کہ ہم نے احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ احمدیوں کو مختلف مقامات میں مارا پیٹا اور ذلیل کیا گیا ہے گویا ان کے نزدیک بھی احمدی ہونا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ کولہو میں سر دینے والی بات ہے لیکن باوجود ان مشکلات وشدائد کے جماعت کا قربانی کرنا بتاتا ہے کہ ان کی بیعت اور ہماری بیعت میں فرق ہے وہاں بیعت کا صرف اتنا ہی مفہوم ہے کہ جلسہ میں ہاتھ کھڑے کر دیئے اسی لئے کل تک وہ اپنے آپ کو بیعت میں شامل قرار دیتے تھے

اور آج انہیں مارنے دوڑتے اور سخت بُرا بھلا کہتے ہیں۔ مولوی عطا اللہ صاحب نے حال ہی میں گوجرانوالہ میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا راولپنڈی میں میری سخت بے عزتی کی گئی ہے اور میری بچی اور ماں کا نام لے لے کر سرِ بازار نہایت گندی گالیاں دی گئی ہیں ایسی گندی گالیاں کہ میں بیان بھی نہیں کر سکتا۔ یہ گالیاں دینے والے وہی تھے جو کل مولوی عطا اللہ صاحب کی بیعت میں شامل تھے گویا احرار نہ لوگوں کے اخلاق درست کر سکے اور نہ انہیں بیعت کا حقیقی مفہوم سمجھا سکے۔ پس ان کی نمائندگی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ وہی جو آج احرار کو گالیاں دے رہے ہیں اگر کل احرار پر عذاب آیا تو کہہ دیں گے ہمارا ان سے کیا واسطہ اور ہمارے لئے ان کی رُسوائی کس طرح حُجّت ہو سکتی ہے۔ پس اس نقص کے ازالہ کے لئے ضروری ہے کہ پانچ سَو یا ہزار آدمی مباہلہ میں شامل کیا جائے تا جب اللہ تعالیٰ کا عذاب اُترے تو لاکھوں نہ سہی ہزاروں گھروں میں یہ شور تو مچ جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا یہ نتیجہ ہے۔ ہزار نہ سہی پانچ سَو آدمی ہی مباہلہ کے لئے نکل آئے تو ہر ایک کے تیس چالیس یا پچاس رشتہ دار ضرور ہوں گے۔ بیویاں، بچے، بہنیں، سالے، سالیاں، پھوپھیاں، خالائیں سب کو اگر ملا لیا جائے تو پانچ سَو افراد کا اثر قریباً ۲۵ ہزار آدمیوں پر پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں پانچ سَو کی شمولیت یوں بھی لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ مباہلہ میں ہزار یا کم از کم پانچ سَو افراد شامل ہوں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس شرط پر انہیں کیا اعتراض ہے۔ سنا ہے یہاں بھی انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا ہم پانچ سَو یا ہزار آدمی تو لا سکتے ہیں مگر اس کی ضرورت کیا ہے میں کہتا ہوں اگر اس کی کوئی اور ضرورت نہ بھی سمجھی جائے تب بھی اس کا یہی بہت بڑا فائدہ ہے کہ اس طرح پتہ لگ جائے گا کہ آیا وہ لوگ جو ہمیں کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی ہتک کرتے ہیں، اِس دعوے میں پانچ سَو آدمی بھی ان کے ساتھ شامل ہیں یا نہیں۔ یوں تو کئی عیسائی پادری اور ہندو پنڈت بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں توحید کی تعلیم نہیں پائی جاتی لیکن دوسرے ہندو اور عیسائی جانتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے۔ قرآن مجید نے ہی حقیقی توحید کی تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی اور اگر ان سے گفتگو کی جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں ہمارے پادری اور پنڈت زیادتی کرتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے وہ جو ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں، ان کے اس اعتراض میں پانچ سَو بھی ان کے ہمنوا نہ ہوں۔ پس اگر پانچ سَو آدمی وہ اکٹھا کر لیں تو ہم کہہ سکیں گے

کہ چونکہ پانچ سَو آدمی یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی اور انہیں اس بات پر اس حد تک یقین ہے کہ وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی لعنت لینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اس لئے یہ ایک اہم معاملہ ہے اور ضروری ہے کہ ان سے ہم مباہلہ کریں۔ لیکن اگر اور لوگ تو سامنے نہ آئیں اور وہ پانچ سات آدمی جن کی زندگیاں ہی لوگوں سے روپیہ بٹورنے میں خرچ ہو رہی ہیں تو صرف ان کا سامنے آنا کیا حقیقت رکھتا ہے پھر یہ پانچ سَو آدمی لانے کی شرط صرف ان کے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے بھی ہے بلکہ ہماری جماعت کے لحاظ سے تو پانچ سَو کی تعداد کم ہے اور اگر ہم چاہیں تو پانچ سَو یا ہزار کیا دو ہزار تین ہزار بلکہ چار ہزار آدمی بھی لا سکتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر ہم یہ شرط لگا دیں کہ قسم کھانے والے وہ ہونے چاہئیں جنہوں نے کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار پانچ نہایت اہم کتابیں پڑھی ہوئی ہوں تو شاید اس کے نتیجہ میں احرار کے لیڈر بھی میدان سے بھاگ جائیں گے کیونکہ وہ عموماً دوسروں کے حوالوں پر انحصار رکھ کر اعتراض کر دیتے ہیں۔ خود کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے جیسا کہ کسی نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ قرآن مجید میں آتا ہے لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ۔[1] نماز مت پڑھو۔ اور آیت کا اگلا حصہ نہیں پڑھتا تھا پس مباہلہ کے لئے پانچ سَو یا ہزاروں آدمیوں کی موجودگی کی شرط لگانا ضروری ہے۔ ہاں اگر اس پر انہیں کوئی اعتراض ہے تو وہ اسے پیش کریں۔ رسول کریم ﷺ نے بھی جب مباہلہ کا ارادہ کیا تو قوم کے نمائندوں کے ساتھ کیا۔ چنانچہ روایات میں صاف آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو نجران کی وادیوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اُترتا۔[2] اگر نجران والے اس میں شامل نہیں تھے تو ان کی وادیوں پر عذاب اُترنے کے کیا معنی تھے۔ پھر روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اگر مباہلہ ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور دیگر اعلیٰ حیثیت رکھنے والے صحابہ بھی بلوائے جاتے۔[3] پس اس معاملہ میں یہ کہنا کہ میں اپنے آپ کو الگ رکھتا ہوں لوگوں کو دھوکا وفریب میں مبتلاء کرنا ہے۔ میرا وجود سب سے مقدم ہے اور میں سب سے پہلے اس مباہلہ میں شامل ہونگا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ۔[4] یعنی امام ڈھال ہوتا ہے اور لڑائی میں پہلے وہ ہوتا ہے اور پیچھے دوسرے۔ قرآن مجید میں بھی جہاں جہاد کا حکم ہے وہاں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ یہ حکم خاص طور پر تیرے لئے ہے۔ ہاں تیرا فرض ہے کہ باقی لوگوں

کو بھی تحریک کر اگر وہ شامل نہ ہوں گے تو تجھ پر گناہ نہ ہوگا تجھ پر ذمہ داری صرف اپنے وجود کی ہے۔[۵] پس امام امام نہیں ہوسکتا اگر وہ جنگ کے وقت پیچھے ہٹ جائے۔ اور میں تو اپنے خطبوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کر چکا ہوں کہ میں مباہلہ میں شامل ہوں گا، میرے بھائی اس مباہلہ میں شامل ہونگے، میری بالغ اولاد اور میری بیویاں اس مباہلہ میں شریک ہوں گی۔ چاہے مجلس میں موقع کے لحاظ سے وہ نہ آسکیں لیکن دعا میں وہ بھی شریک ہوں گی۔ اس کے علاوہ میں نے کہا تھا کہ پانچ سَو یا ہزار آدمی ہونگے۔ اوران کے لیڈروں کے پانچ سَو یا ہزار آدمی ہونے چاہئیں تا معلوم ہو کہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھی ہیں اور وہ یقین رکھتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ الزام کہ آپ نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے صحیح ہے یا غلط۔ ہماری جماعت اس الزام کو غلط قرار دے گی اور احرار اس الزام کو صحیح قرار دیں گے اور اس پر مباہلہ ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ لاہور یا گورداسپور کی تعیین کیوں کی جاتی ہے اس میں بھی کوئی بھید معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں کوئی سرد مُلک کا آدمی تھا وہ ایک دفعہ گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت باہر دھوپ میں بیٹھا تھا کہ ایک راہ گزرنے ایسی حالت میں اسے دیکھ کر کہا بھائی! سایہ میں بیٹھ جاؤ۔ وہ کہنے لگا سایہ میں بیٹھ جاؤں تو مجھے کیا دو گے؟ میں نے تو ان پر احسان کیا اور ان کے ساتھ یہ رعایت کی کہ وہ ہمارے گھر میں نہ آئیں بلکہ ہم ان کے گھر پہنچ جائیں گے لیکن وہ کہتے ہیں اس میں بھی کوئی بات معلوم ہوتی ہے مباہلہ قادیان میں کیوں نہیں کر لیتے۔ میں کہتا ہوں میرا اس میں کوئی حرج نہیں بے شک وہ قادیان آ کر ہم سے مباہلہ کرلیں۔ میں نے تو ان کا فائدہ مدنظر رکھا تھا اور خیال کیا تھا کہ یہاں آنے کی انہیں تکلیف نہ اُٹھانی پڑے کیونکہ وہ کہتے رہتے ہیں کہ قادیان میں احمدیوں کی حکومت ہے اور یہاں ظلم ہوتا اور اندھیر مچا ہؤا ہے پس میں نے انہیں اس ظلم سے بچانے کے لئے کہا تھا کہ لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کرلیا جائے اور اگر لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کرنے پر انہیں کوئی اعتراض ہے یا قادیان آ کر اپنی شان دکھانا مقصود ہے تو بے شک وہ قادیان آجائیں میری غرض تو شان دکھانا نہیں بلکہ یہ ہے کہ اپنی صداقت ظاہر ہو۔ اگر قادیان میں انہیں اپنی شان دکھانے کا موقع میسر آ سکتا ہے۔ یا لاہور اور گورداسپور میں مباہلہ ہونے پر انہیں کوئی خاص اعتراض ہے تو بے شک وہ قادیان آجائیں اور یہاں

آ کر مباہلہ کر لیں ۔ باقی یہ بھی میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تحریریں پڑھیں گے جن میں ان کے نزدیک رسول کریم ﷺ کی ہتک کی گئی ہے اور پھر قسم کھا کر کہیں گے کہ ان سے اگر رسول کریم ﷺ کی ہتک ثابت نہیں ہوتی تو ان پر عذاب نازل ہو ۔ میرے نزدیک یہ بالکل درست بات ہے اور ان کا حق ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قسم کی تحریریں پڑھیں ۔ بیس پچیس منٹ میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تحریرات پڑھ سکتے ہیں جن سے ان کے خیال میں رسول کریم ﷺ کی ہتک ثابت ہوتی ہے ۔ ہم بیس پچیس منٹ میں ان تحریروں کا جواب دے دیں گے یا ایسی تحریریں پڑھ دیں گے جن سے ان کی پیش کردہ تحریروں کی تشریح ہوتی ہو ۔ پس یہ ان کا حق ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ وہ انہی تحریرات کو سامنے رکھ کر مگر اُن کے سیاق وسباق کو ساتھ ملا کر مؤکّد بعذاب قسم کھا سکتے ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ تحریریں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہوں کسی اور احمدی کی نہ ہوں کیونکہ اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے ۔ اور پھر ان کی غلطیوں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے لیکن بہر حال دوسروں کی تحریر حُجّت نہیں ہو سکتی ۔ صرف وہی تحریریں پیش ہونی چاہئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتی ہوں کیونکہ ان کے متعلق ایک لحظہ کے لئے بھی ہمیں یہ خیال نہیں آ سکتا کہ ان میں رسول کریم ﷺ کی ہتک کی گئی ہے ۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں خود اپنے کانوں سے سنیں ۔ آپ کے طریق عمل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کی پاکیزہ زندگی کا روز وشب مشاہدہ کیا ۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پڑھی جائیں یا نہ پڑھی جائیں ہم تو ہر تحریر کو مدنظر رکھتے ہوئے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کو ظاہر ہونے کا موقع نہیں ملا ہر وقت قسم کھانے کے لئے تیار ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم ﷺ کی توہین نہیں کی ۔ بھلا آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی کوئی شبہ رہ سکتا ہے ۔ منشی اروڑے خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشہور صحابی گزرے ہیں کپورتھلہ میں تحصیلدار تھے ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کپورتھلہ یا کسی قریب کے مقام پر گئے تو ان کے دوست انہیں بھی مولوی صاحب کی تقریر سنانے لے گئے ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراضات کئے تو منشی اروڑے خان صاحب کے ساتھی

بہت خوش ہوئے اور انہوں نے بعد میں انہیں کہا آپ نے دیکھا مرزا صاحب پر کیسے کیسے اعتراض پڑتے ہیں۔ منشی صاحب کہنے لگے تم ساری عمر اعتراض کرتے رہو میں نے تو اپنی آنکھوں سے مرزا صاحب کو دیکھا ہے انہیں دیکھنے کے بعد اور اُن کی سچائی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد مَیں کس طرح تمہاری باتیں مان سکتا ہوں۔ ہماری جماعت میں ابھی تک سینکڑوں نہیں ہزاروں وہ لوگ زندہ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں وہ لوگ زندہ ہیں جنہوں نے آپکی باتیں اپنے کانوں سے سنیں۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں وہ لوگ زندہ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عشق کا معائنہ کیا جو آپ کو رسول کریم ﷺ کی ذات سے تھا۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں وہ لوگ زندہ ہیں جن کے دلوں میں رسول کریم ﷺ سے محبت وعشق کی لہریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام اور آپ کی قوتِ قدسیہ سے پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد اگر ساری دنیا بھی متفق ہو کر یہ کہتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی تو بجز اِس کے ہمارا کوئی جواب نہیں ہوسکتا کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور ہم ہر وقت ہر میدان میں یہ قسم کھانے کے لئے تیار ہیں کہ خدا تعالیٰ کی شدید سے شدید لعنت ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر نازل ہو اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شمہ بھر بھی رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہو یا رسول کریم ﷺ کی ہتک کو کبھی برداشت کیا ہو یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عاشق اِس اُمت میں پیدا ہوا ہو۔ پس اس کے لئے ہمیں کسی قسم کی شرط کی ضرورت نہیں، لمبی بحثیں کرنے کی حاجت نہیں۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے پڑھنا چاہتے ہیں تو بیس پچیس منٹ اس کے لئے کافی ہیں اور اتنا وقت انہیں دے دیا جائے گا۔ اور اتنے ہی وقت میں ہم جواب دیدیں گے اور اگر وہ زیادہ وقت کی خواہش کریں تو جس قدر مناسب وقت کی ضرورت ہو اُن کو دے دیا جائے گا اور اُسی قدر وقت میں ہم جواب دے دیں گے۔

پھر یہ غلط ہے کہ میں اِس مباہلہ میں شامل نہیں ہوں گا، میں ضرور شامل ہونگا۔ یہ بھی غلط ہے کہ میرے بیوی بچے شامل نہیں ہوں گے وہ بھی ضرور شامل ہوں گے خواہ مجلس میں وہ شریک ہوں یا نہ ہوں۔ اِسی طرح میرے بھائی بھی شامل ہوں گے، سلسلہ کے ناظر شامل ہوں گے اور کم سے کم پانچ سَو

یا ہزار افراد بھی شامل ہوں گے۔ اگر مباہلہ میں لوگوں کو شریک کرنے کے لئے کوئی دِقّت پیش آئے تو اُنہیں آ سکتی ہے جن کی نمائندگی کا دعویٰ بے حقیقت ہے میرے پاس تو جماعتوں اور افراد کی تاریں آ رہی ہیں کہ ہمیں اس مباہلہ میں ضرور شریک کیا جائے۔ پس ہمارے لئے کسی قسم کی گھبراہٹ کی بات نہیں بلکہ اگر میرے مدنظر یہ نہ ہوتا کہ ساری جماعت کو اس میں شریک کیا جائے تو قادیان سے ہی پانچ سَو کیا ہزار دو ہزار بلکہ چار ہزار لوگ مباہلہ میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو سکتے تھے لیکن میں چاہتا ہوں یہ ایک نمائندہ مباہلہ ہو جس میں احرار کے بھی منتخب کردہ لوگ ہوں اور ہماری جماعت کے بھی منتخب کردہ لوگ۔

آخر میں مَیں ان کی سہولت کیلئے ایک اور تجویز بھی بتا دیتا ہوں اور وہ یہ کہ خواہ احرار خط و کتابت میں ابتداء نہ کریں ان تین اصحاب کا جنہیں میں نے نمائندہ مقرر کیا ہے یعنی چوہدری اسداللہ خانصاحب بیرسٹر، شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور مولوی غلام احمد صاحب، اِن کا فرض ہے کہ وہ خود خط لکھ کر دفتر احرار میں بھجوائیں اور انہیں لکھیں کہ ہم ہر وقت تبادلۂ خیالات کیلئے تیار ہیں۔ جو شرائط احرار پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پیش کریں تا کہ جلد سے جلد مباہلہ کی تاریخ اور مقام کی تعیین کا اعلان کیا جا سکے۔ پس بغیر اس کے کہ احرار کی طرف سے کسی تحریک کا انتظار کیا جائے، ان تینوں اصحاب کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ میرے خطبوں کی روشنی میں ایک خط لکھ کر دفتر احرار میں بھجوا دیں اور جو شرطیں میں نے پیش کی ہیں وہ انہیں لکھ دیں لیکن ساتھ ہی وضاحتاً یہ بھی بیان کر دیں کہ یہ آخری شرطیں نہیں اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط ایسی ہو جو انہیں بوجھل محسوس ہوتی ہو تو اُن کے دلائل سننے کے بعد مَیں ان شرائط میں بھی تبدیلی کرنے کے لئے تیار ہوں یا اگر کوئی زائد شرط ان کی طرف سے پیش ہو تو میں اس پر بھی غور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں پس دونوں فریق کی ضرورتوں اور اس کے عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان شرطوں میں تبدیلی ہو سکتی ہے یہ آخری شرطیں نہیں۔

غرض وہ جلد سے جلد ان کو ایک چِٹّھی لکھ دیں اور یہ بھی تحریر کر دیں کہ انہیں مقامِ مباہلہ کی تعیین کا پورا پورا اختیار ہے چاہے وہ لاہور میں مباہلہ کر لیں چاہے گورداسپور میں کر لیں۔ اور اگر قادیان میں مباہلہ کرنے کا شوق ہو تو وہ خوشی سے قادیان تشریف لے آئیں بلکہ ہماری زیادہ خواہش یہ ہے کہ وہ

ہمارے ہی مہمان بنیں ہم ان کی خدمت کریں گے، انہیں کھانا کھلائیں گے، ان کے آرام اور سہولت کا خیال رکھیں گے اور پھر ان کے سارے بوجھ اُٹھا کر اِنْشَاءَ اللّٰہ ان سے مباہلہ کریں گے۔

(الفضل ۶/ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

---

۱ النساء: ۴۴

۲ تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۶۸ مطبوعہ بیروت ۱۹۹۰ء

۳ السیرة المحمدية و الحقيقة الاحمديه باب قدوم وفد نجران

۴ بخاری کتاب الجهاد باب يقاتل من وراء الامام و يتقٰى بهٖ

۵ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔(النساء: ۸۵)